نام کتاب	:	Hussein's Martyrdom in Historical Perspective (واقعہ کربلا اور اس کا تاریخی پس منظر)
مصنف	:	مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی
ناشر	:	الفرقان بک ڈپو، ۳۱/۱۱۴، نظیر آباد، لکھنؤ، یو-پی
صفحات	:	۲۱۴
قیمت	:	۲۰۰ روپے
تبصرہ نگار	:	ڈاکٹر غطریف شہباز ندوی*

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہ کا نام علمی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ہے۔ علومِ اسلامیہ پر گہری نگاہ کے ساتھ ہی ان کا امتیاز ہے کہ انہوں نے عصری تحقیقات و علوم سے بھی خاصا استفادہ کیا ہے۔ وہ مدت دراز سے لندن میں مقیم ہیں، اس طرح مشرق و مغرب دونوں سے ان کی واقفیت راست اور مشاہد کی ہے۔ ان کی متعدد کتابیں اور مقالات کے مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں، اور ان کے وسیع مطالعہ، دقیق مشاہدہ اور وسعت نظری اور حقیقت پسندی کے شاہد عدل ہیں۔ ''واقعہ کربلا اور اس کا تاریخی پس منظر'' مؤلفہ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی اُردو کے تحقیقی و فکری لٹریچر میں ایک گراں قدر اضافہ تھی۔ اور اس کی اشاعت نے علمی حلقوں میں ایک تموج پیدا کر دیا تھا، اس کی تنقید اور تائید میں متعدد مضامین لکھے گئے تھے۔ اب یہی کتاب انگریزی میں: Hussein's Martyrdom in Historical Perspective کے نام سے شائع کی گئی ہے، یہ کتاب تاریخ اسلام کے ایک حساس ترین مسئلہ سے بحث کرتی ہے۔ جس نے صدر اسلام میں ہی امت میں متعدد سیاسی، کلامی، عقائدی مباحث و اختلافات کو جنم دیا جو بالآخر اس میں سنی و شیعہ جیسے مستقل مکاتب فکر کے قیام پر منتج ہوئے۔

عام اسلامی تاریخ میں واقعہ کربلا اور اس کے مابعد ہوئے حادثات و المیوں کی ساری ذمہ داری یک طرفہ طور پر بنو امیہ کے سر ڈال دی جاتی ہے اور اعتراضات و نقد اور لعنت و ملامت کا ہدف صرف یزید بن معاویہؓ ہی کو نہیں بنایا جاتا بلکہ اس کی زد میں حضرت امیر معاویہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ سے لے کر حضرت عثمان غنیؓ جیسے جلیل القدر صحابی بھی آتے ہیں۔ جو

☆ فاؤنڈیشن فار اسلامک اسٹڈیز ۳/۳۰۳-سی، شاہین باغ، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

ذوالنورین بھی ہیں اور عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں۔

تشیع کے اثرات اسلام کی تاریخ میں اتنے بڑے پیمانے پر پڑے ہیں اور اُردو لٹریچر خاص طور پر ان سے اتنا متأثر ہے کہ آج تک **الاسلام یھدم ما کان قبلہ** کے واضح ارشاد نبویؐ کے باوجود اُردو مصنفین میں حضرت ہندؓ کو جگر خوار حمزہؓ، حضرت ابوسفیانؓ کو ''طلقاء'' جیسے مذموم القاب سے یاد کرنا ایک عام بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ واقعہ کربلا اور خلافت کے بتدریج ملوکیت میں تبدیل ہونے کے پورے پراسس میں اس کے حقیقی پس منظر قتل عثمانؓ کو پوری طرح فراموش کر دیا جاتا ہے۔ امت میں فتنوں کی شروعات کربلا نہیں بلکہ قتل عثمانؓ تھا۔ اُردو کے اکثر مصنفین اس حقیقت کو نظرانداز کر کے مشہور عام لیکن بے سروپا، روایات، اور مبالغہ آمیز باتوں بلکہ سنی سنائی خرافات تک پر یقین کر کے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ ''خلافت و ملوکیت'' جیسے تاریخ سازی نے جلیل القدر صحابہؓ کے خلاف اس پروپیگنڈے کو مزید دو آتشہ کر دیا۔

''واقعہ کربلا اور اس کا تاریخی پس منظر'' اسی موضوع پر لکھی گئی ایک منفرد تحریر تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ واقعات و روایات کے انبار سے واقعہ کی صحیح اور حقیقی تصویر سامنے لائی جائے۔

مشاجرات صحابہؓ کے نازک موضوع پر اسلامی تاریخ میں کئی تحقیقی کتابیں موجود ہیں۔ بطورِ خاص عربی میں متعدد تحقیقات پائی جاتی ہیں جن میں قاضی ابن العربیؒ نے **العواصم من القواصم** میں حضرت عثمانؓ پر لگائے گئے اہل رفض وتشیع کے سارے الزامات کے تار پود بکھیر کر رکھ دیے ہیں۔ اسی طرح امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں واقعات کی تحقیق کی اور صحیح اور معتدل رویہ اختیار کیا۔ تاہم ماضی قریب میں بعض اہل علم نے متقدم محققین کی ان گراں قدر کاوشوں کو ''وکالت صفائی'' کے خانے میں ڈالنے اور اپنی ہی تحقیق کو حرفِ آخر قرار دینے کی بھرپور کوشش کی۔ اس تحقیق کی رُو سے خلافت کو ملوکیت میں بدلنے کے اس ناروا عمل میں بعض جلیل القدر صحابیؓ بھی شامل تھے اور اپنے ذاتی اغراض و مقاصد پورے کر رہے تھے۔ ''خلافت و ملوکیت'' کا ردعمل بھی ہوا اور اس موضوع پر موافقت و مخالفت میں کافی کچھ لکھا گیا۔

چنانچہ محمود احمد عباسی صاحب نے اس سلسلہ میں ایک سیریز لکھی اور بالکل برعکس موقف اختیار کیا، جس میں وہ جادہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں۔ اور یزید کو خلیفہ راشد قرار دے ڈالا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نری انتہاء پسندی ہے۔ قابل ذکر ہے کہ زیر تبصرہ کتاب کسی ردعمل میں نہیں لکھی گئی اس لیے

وہ صحیح اور مسلک معتدل کی موثر ترجمانی کرتی ہے۔ یہ پہلو بھی خوش آئند ہے کہ اب اس سلسلہ میں نقد و نظر کا سلسلہ اُردو میں بھی شروع ہو چکا ہے اور زیرِ نظر کتاب کے علاوہ علامہ شبیر احمد ازہر میرٹھی نے بھی اس موضوع پر تحقیقی کتاب لکھی ہے، جو ابھی منظر عام پر نہیں آ سکی ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر محمد یاسین مظہر صدیقی کے متعدد تحقیقی مقالات اس موضوع پر سامنے آ چکے ہیں۔

کتاب Hussein's Martyrdom in Historical Perspective ۱۲ ابواب اور متعدد ذیلی عناوین اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ ابواب کی ترتیب یہ ہے۔ شہادت عثمانؓ، کوفہ والوں کی نفسیات، یزید کی جانشینی، کیا زیاد یزید کی جانشینی کے خلاف تھا؟ حضرت معاویہؓ کا یزید کی جانشینی پر اصرار، مخالفین کا موقف، حضرت معاویہؓ کا انتقال، یزید کی حکومت کا آغاز، حسینؓ کی ہجرت، کوفہ والے خطوط بھیجتے ہیں، مسلم بن عقیلؓ کا مشن، قافلہ حسینؓ سوئے مقتل، کربلا میں کیا گذری؟ شہادت حسینؓ کے بعد-کہانیاں گھڑی گئیں، شہادت حتمی تھی، خاتمہ۔

مولانا سنبھلی کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت امیر امعاویہؓ سے حضرات حسنینؓ کے تعلقات نہایت خوش گوار اور مشفقانہ رہے۔ دوسری طرف یزید میں نہ صرف یہ کہ انتظامی صلاحیتیں تھیں بلکہ دینی و اخلاقی لحاظ سے بھی اس کی تصویر وہ نہیں تھی جو غیر تحقیقی روایات پیش کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی خلافت کے مخالفین کے اختلاف کی وجہ بھی وہ نہیں تھی جو عام طور پر ظاہر کی جاتی ہے۔ ان کے اختلاف کی بنا تو یہ تھی کہ ان کے خیال میں یزید کو موروثی طور پر خلافت دی گئی تھی جس کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ تیسری طرف حضرت امیر معاویہؓ کا خیال یہ تھا کہ خلافت کے مسئلہ میں امت میں بہت تلوار چل چکی اس لیے مناسب یہ ہے اور اُمت کا مفاد بھی اس میں ہے کہ اس کا انتظام اپنی زندگی ہی میں کر دیا جائے۔ ابن خلدونؒ کا خیال یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی شفقت پدری کے فطری جذبہ کا دخل بھی اس میں رہا ہو گا۔ محققین کا خیال یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے اس فیصلہ کو کسی بدنیتی پر محمول کرنا بالکل غلط ہے، زیادہ سے زیادہ اسے ان کی اجتہادی غلطی کہا جا سکتا ہے۔

حضرت حسینؓ نے جب کوفیوں کے بلانے پر مکہ سے خروج کا ارادہ کیا تو متعدد کبار صحابہؓ نے ان کو اس فیصلہ پر نظرثانی کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ ان حضرات میں امام حسینؓ کے اپنے بھائی محمد بن الحنفیہ، عبداللہ بن مطیع، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ، ابو بکر ابن عبدالرحمٰن، حضرت ابو سعید الخدریؓ، جابر بن عبداللہؓ، مسور ابن مخرمہؓ، واثلہ بن واقد اللیثیؓ وغیرہم شامل تھے۔ ان لوگوں کے جو الفاظ روایات میں آتے ہیں ان کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ محض شفقت

کے باعث وہ آپ کو اس فیصلہ سے روک رہے تھے۔ بلکہ اصولی طور پر وہ یہ سمجھتے تھے کہ خلیفہ وقت کے خلاف خروج صحیح نہیں کہ عملاً اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی سامنے رہے کہ خود حضرت حسینؓ نے اس وقت اپنا ارادہ تبدیل کر کے واپسی کا قصد کر لیا جب انہیں کوفہ میں مسلم بن عقیلؓ کے مشن کے فیل ہو جانے اور ان کی شہادت کی خبر ملی۔ تاہم مسلم بن عقیل کے بھائیوں اور بیٹوں نے باپ کے خون ناحق کا بدلہ لیے بغیر واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد جب قافلہ حسین میدانِ کربلا پہنچ گیا تو کوفی لشکر کے سربراہ عمر بن سعد کی مصالحتی کوششوں کہ:

۱۔ یا تو آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی جائے۔
۲۔ یا دمشق امیرالمومنین کے پاس جانے دیا جائے اور
۳۔ یا سرحدوں پر جہاد کے لیے جانے دیا جائے

واقعہ یہ ہے کہ یہ تینوں شرطیں نہایت مناسب اور معقول تھیں تاہم شقی القلب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے دست راست شقی شمر بن الجوشن اور حسین بن نمیر نے ان شریفانہ و معقول شرطوں کو ماننے سے انکار کر دیا اور نتیجہ میں اپنے بدبخت ہاتھوں کو نواسہ رسولؐ کے پاک خون سے رنگ لیا۔

مصنف نے مختصر طور پر اس پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ یزید نے خواتین اہل بیت کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کیا، عبیداللہ بن زیاد کو لعن طعن کی، مگر اس کو کوئی سزا کیوں نہیں دی۔ اپنے تجزیہ میں انہوں نے جذبات عقیدت کے بجائے حقیقت پسندی سے کام لیا ہے۔ تاہم مبصر کے نزدیک اس سلسلہ میں یزید کو پوری طرح بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔

مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی ایک صاحب اسلوب، ریسرچ و تحقیق کے شناور اور منطقی و سائنٹفک طرز استدلال سے بہرہ ور مصنف ہیں۔ انہوں نے ہر قدم نہایت احتیاط سے رکھا ہے اور متعلقہ تاریخی مواد کے تحلیل و تجزیہ اور گہرے مطالعہ و محاکمہ کے بعد وہی رائے اختیار کی جو راجح، اقرب الی الصواب اور افراط و تفریط سے دور لگی۔ انہوں نے محمود احمد عباسی صاحب کی طرح خام تاریخی مواد سے کھٹاکھٹ نتائج نہیں نکالے ہیں۔ کتاب کے انگریزی ترجمہ کی تصحیح اور مناسب ایڈیٹنگ جناب ضیاء الحق صاحب نے انجام دی ہے جو انگریزی زبان کے ماہر ہیں، ان کا نام اور کام کسی بھی ترجمہ کی صحت کی ضمانت دیتا ہے۔

۲۱۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب اچھے گٹ اپ میں شائع کی گئی ہے، اُمید ہے کہ باذوق حلقہ میں اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔